مرتد کی سزا قرآن وسنت کی روشنی میں

PUNISHMENT OF THE APOSTATE IN THE LIGHT OF QURAN AND SUNNAH

1-HAYAT MUHAMMAD
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Federal Urdu University
Email: hayat824@gmail.com

2 - DR HAFIZ MUHAMMAD SANI
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Federal Urdu University

Muhammad Hayat, Sani Muhammad**, "Punishment of the Apostate in the light of Quran and Sunnah."**
Al-Raheeq Vol 1, No. 1 July 29, 2022.Pg: 115-125

Journal	Al-Raheeq International Research Journal
Journal homepage	https://alraheeqirj.com
Publisher	Al Madni Research Centre

License:	Copyright c 2023 NC-SA 4.0 www.alraheeqirj.com

Published online:	2022-07-29

Open Access

BY NC SA

مرتد کی سزا قرآن وسنت کی روشنی میں

Punishment of the Apostate in the light of Quran and Sunnah

Abstract

In all civilized countries government and civilized laws, the punishment for a rebel is death, and the rebel of Islam is the one who apostatized from Islam. Therefore, the punishment and apostate in Islam is death, but Islam has made concession in this to. After being arrested, if he found guilty of rebellion, then death is imposed. He should ask for a thousand apologies, repent and swear that he will not commit the crime of rebellion in the future.

Keywords: Punishment, apostate, Sharia Law, rebel

AL-RAHEEQ_IRJ
Vol. 1, No. 1 || July-December 2022 || P.115-125

مرتد کی سزا قرآن وسنت اور اجماع کی روشنی میں:

مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا سزائے ارتداد کی معقولیت کے سلسلہ کا ایک اقتباس نقل کر دیا جائے چنانچہ مولانا یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں:

''تمام مہذب ملکوں، حکومتوں اور مہذب قوانین میں باغی کی سزاموت ہے،اور اسلام کا باغی وہ ہے جو اسلام سے مرتد ہو جائے،اس لئے اسلام میں مرتد کی سزاموت ہے، لیکن اس میں بھی اسلام نے رعایت دی ہے،دوسرے لوگ باغیوں کو کوئی رعایت نہیں دیتے، گرفتار ہونے کے بعد اگر اس پر بغاوت کا جرم ثابت ہو جائے تو سزائے موت نافذ کر دیتے ہیں،وہ ہزار معافی مانگے،توبہ کرے اور قسمیں کھائے کہ آئندہ بغاوت کا جرم نہیں کروں گا،اس کی ایک نہیں سنی جاتی اور اس کی معافی ناقابل قبول سمجھی جاتی ہے،اسلام میں بھی باغی یعنی مرتد کی سزا قتل ہے، مگر پھر بھی اسے اتنی رعایت ہے کہ تین دن کی مہلت دی جاتی ہے،اس کو تلقین کی جاتی ہے کہ توبہ کرلے،معافی مانگ لے تو سزا سے بچ جائے گا،افسوس ہے کہ پھر بھی اسلام میں مرتد کی سزا پر اعتراض کیا جاتا ہے۔[1]

اسلام تو باغی مرتد کو پھر بھی رعایت دیتا ہے کہ اسے تین دن کی مہلت دی جائے،اس کے شبہات دور کئے جائیں اور کوشش کی جائے کہ وہ دوبارہ مسلمان ہو جائے،معافی مانگ لے تو کوئی بات نہیں،اس کو معاف کر دیا جائے گا،لیکن اگر تین دن کی مہلت اور کوشش کے بعد بھی وہ اپنے ارتداد پر اڑا رہے،توبہ نہ کرے تو اللہ کی زمین کو اس کے وجود سے پاک کر دیا جائے،کیونکہ یہ ناسور ہے،خدانخواستہ کسی کے ہاتھ میں ناسور ہو جائے تو ڈاکٹر اس کا ہاتھ کاٹ دیتے ہیں، اگر انگلی میں ناسور ہو جائے تو انگلی کاٹ دیتے ہیں اور سب دنیا جانتی ہے کہ یہ ظلم نہیں،بلکہ شفقت ہے کیونکہ اگر ناسور کو نہ کاٹا گیا تو اس کا زہر پورے بدن میں سرایت کر جائے گا،جس سے موت یقینی ہے۔

[1] لدھیانوی، محمد یوسف، مولانا، تحفہ قادیانیت، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۹۳۱۹، ۲۲۲۲، ۱/۶۵

پس جس طرح پورے بدن کو ناسور کے زہر سے بچانے کے لئے ناسور کو کاٹ دینا ضروری ہے اور یہی دانائی اور عقلمندی ہے اسی طرح ارتداد بھی ملت اسلامیہ کے لئے ایک ناسور ہے اگر مرتد کو توبہ کی تلقین کی گئی اس کے باوجود اس نے اسلام میں دوبارہ آنے کو پسند نہیں کیا تو اس کا وجود ختم کر دینا ضروری ہے۔ ورنہ اس کا زہر رفتہ رفتہ ملت اسلامیہ کے پورے بدن میں سرایت کر جائے گا۔ الغرض مرتد کا حکم ائمہ اربعہ کے نزدیک اور پوری امت کے علماء اور فقہاء کے نزدیک یہی ہے جو میں عرض کر چکا ہوں اور یہی عقل ودانش کا تقاضا ہے اور اسی میں امت کی سلامتی ہے "۔

ان مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوا ہوگا کہ اسلام اور اسلامی آئین ہر غیر مسلم وکافر کی جان کے درپے نہیں بلکہ اسلامی آئین ودستور صرف اور صرف ان فتنہ پردازوں کا راستہ روکتا ہے اور انہیں کڑی سزا کا مستحق گردانتا ہے جو معاشرہ کے امن وامان کے دشمن اور اسلام سے بغاوت کے مرتکب ہوں بایں ہمہ اسلام اور اسلامی آئین ایسے لوگوں کو بھی فوراً کیفر کردار تک نہیں پہنچاتا بلکہ انہیں اپنی اصلاح کا موقع فراہم کرتا ہے اگر وہ سدھر جائیں تو فبہا ورنہ اس بدترین سزا کے لئے تیار ہو جائیں اس کے باوجود بھی اگر کوئی بدنصیب اس سے فائدہ نہ اٹھائے اور اپنی جان کا دشمن بنا رہے تو اس میں اسلام کا کیا قصور ہے؟

جیسا کہ ارتداد ومرتد کی تعریف کے ذیل میں پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ جو شخص اسلام لانے کے بعد اسلام کو چھوڑ کر کوئی بھی دوسرا دین ومذہب اختیار کرلے وہ مرتد ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔

اس پر یہود ونصاریٰ اور قادیانیوں کے علاوہ دوسرے ملحد یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر دوسرے مذاہب کے پیروکار اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہو سکتے ہیں تو ایک مسلمان اپنا مذہب تبدیل کیوں نہیں کر سکتا؟ اگر کسی یہودی اور عیسائی کے مسلمان ہونے پر قتل کی سزا لاگو نہیں ہوتی تو ایک مسلمان کے یہودیت یا عیسائیت قبول کرنے پر اسے کیوں واجب القتل قرار دیا جاتا ہے؟ اسی طرح اگر کوئی ہندو یا قادیانی مسلمان ہو سکتا ہے تو ایک مسلمان نعوذ باللہ! قادیانی یا ہندو کیوں نہیں بن سکتا؟

عام طور پر اربابِ کفر و شرک اس سوال کو اس رنگ آمیزی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک سیدھا سادا مسلمان نہ صرف اس سے متاثر ہوتا ہے بلکہ سزائے ارتداد کو نعوذ باللہ ! غیر معقول و غیر منطقی اور آزادی اظہار رائے و آزادی مذہب کے خلاف سمجھنے لگتا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ اس مغالطہ کے جواب میں بھی چند معروضات پیش کر دی جائیں:

الف:... جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ یہودی عیسائی یا دوسرے مذاہب کے لوگ اپنا مذہب بدلیں تو ان پر سزائے ارتداد کیوں جاری نہیں کی جاتی؟ اصولی طور پر ہم اس سوال کا جواب دینے کے مکلف نہیں ہیں' بلکہ ان مذاہب کے ذمہ داروں کا فرض ہے کہ وہ اس کا جواب دیں۔

تاہم قطع نظر اس کے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا یہ طرزِ عمل صحیح ہے یا غلط؟ اتنی بات تو سب کو معلوم ہے کہ دنیائے عیسائیت و یہودیت اگر اپنے مذہب کے معاملہ میں تنگ نظر نہ ہوتی تو آج دنیا بھر کے مسلمان اور امت مسلمہ ان کے ظلم و تشدد کا نشانہ کیوں ہوتے؟

اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی ملک کے قانون میں ترمیم کر دی جائے یا اس کو سرے سے منسوخ کر دیا جائے اور اس کی جگہ دوسرا جدید آئین و قانون نافذ کر دیا جائے اب اگر کوئی عقل منداس نئے آئین و قانون کی بجائے منسوخ شدہ دستور و قانون پر عمل کرتے ہوئے نئے قانون کی مخالفت کرے تو اسے قانون شکن کہا جائے گا یا قانون کا محافظ و پاسبان؟

لہٰذا اگر کسی ملک کا سربراہ ایسے عقل مند کو رائج و نافذ جدید آئین و قانون کی مخالفت اور اس سے بغاوت کی پاداش میں باغی قرار دے کر اُسے بغاوت کی سزا دے تو اس کا یہ فعل ظلم و تعدی ہو گا یا عدل و انصاف؟ کیا ایسے موقع پر کسی عقل مند کو یہ کہنے کا جواز ہو گا کہ اگر جدید آئین و قانون کو چھوڑنا بغاوت ہے تو منسوخ شدہ آئین و قانون کو چھوڑنا کیونکر بغاوت نہیں؟ اگر جدید آئین سے بغاوت کی سزا موت ہے تو قدیم و منسوخ شدہ آئین کی مخالفت پر سزائے موت کیونکر نہیں؟

مرتد:... اگر اسلامی مملکت کا کوئی شہری خدانخواستہ مرتد ہو جائے تو اس کے احکام ان سب سے جدا ہیں مثلاً:

اگر مرتد ہونے والی خاتون ہو تو اس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالا جائے اگر اس کے کوئی شبہات ہوں تو دور کئے جائیں

اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اگر توبہ کر لے تو فبہا ورنہ اسے زندگی بھر کے لئے جیل میں قید رکھا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے یا توبہ کر لے۔

اگر کوئی نابالغ بچہ مرتد ہو جائے تو یہ دیکھا جائے گا کہ اگر وہ دین و مذہب کو سمجھتا ہے اور عقل و شعور کے سن کو پہنچ چکا ہے تو اس کا حکم بھی مرتد ہونے والے مرد کا ہے اور اگر بالکل چھوٹا اور نا سمجھ ہے تو اس پر ارتداد کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔اسی طرح اگر کوئی مجنون یا پاگل ارتداد کا ارتکاب کرے تو اس پر بھی ارتداد کے احکام جاری نہیں ہوں گے.

اگر کوئی عاقل، بالغ مرد ارتداد کا ارتکاب کرے تو اس کو گرفتار کر کے تین دن تک اس کو مہلت دی جائے گی اس کے شبہات دور کئے جائیں گے اگر مسلمان ہو جائے تو فبہا ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔

قرآن و سنت اجماع امت اور فقہائے امت کا یہی فیصلہ ہے اور عقل و دیانت کا بھی یہی تقاضا ہے۔جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

" ا نما جزا ء ا لذ ین یحا ربو ن ا للہ و ر سو لہ و یسعون فی ا لا ر ض فسا د اً ا ن یقتلو ا ا و یصلبو ا ا و تقطع ا ید یہم و ار جلہم من خلاف ا و ینفو ا من ا لارض ، ذ لک لہم خز ی فی ا لد نیا و لہم فی ا لآ خر ۃ عذ ا ب عظیم، ا لا الذین تا بو ا من قبل ا ن تقد ر و ا علیہم فا علمو ا ا ن ا للہ غفو ر ر حیم ۔"[2]

[2] لمائدہ:۳۳،۳۴

ترجمہ: ''یہی سزا ہے ان کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور دوڑتے ہیں ملک میں فساد کرنے کو کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی چڑھائے جائیں یا کاٹے جائیں ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے یا دور کر دیئے جائیں اس جگہ سے یہ ان کی رسوائی ہے دنیا میں اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے مگر جنہوں نے توبہ کی تمہارے قابو پانے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

اس آیت کے ذیل میں تمام مفسرین و محدثین نے عکل و عرینہ کے ان لوگوں کا واقعہ لکھا ہے جو اسلام لائے تھے مگر مدینہ منورہ کی آب وہوا ان کو راس نہ آئی تو ان کی شکایت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صدقہ کے اونٹوں کے ساتھ بھیج دیا جہاں وہ ان کا دودھ وغیرہ پیتے رہے جب وہ ٹھیک ہوگئے تو مرتد ہوگئے اور اونٹوں کے چرواہے کو قتل کر کے صدقہ کے اونٹ بھگا لے گئے جب مسلمانوں نے ان کو گرفتار کر لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سیدھے ہاتھ اور اُلٹے پاؤں کاٹ دیئے پانی مانگتے رہے مگر ان کو پانی تک نہ دیا یہاں تک کہ وہ تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

سزائے مرتد کے سلسلہ میں صحاح ستہ اور حدیث کی دوسری کتب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد ارشادات اور حضرات صحابہ کرام کا عمل بھی منقول ہے۔ذیل میں اس سلسلہ کی چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

” عن عکرمۃ قال: اتی علی رضی اللہ عنہ بزنادقۃ فاحرقھم فبلغ ذالک ابن عباس رضی اللہ عنہ فقال: لو کنت انا لم احرقھم لنھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال: لا تعذبوا بعذاب اللہ و لقتلتھم لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم: من بدل دینہ فاقتلوہ۔“[3]

[3] یزید، محمد، ابن ماجہ، نور محمد کتب خانہ، کراچی، ۲۰۱۰، ص:۱۸۲

ترجمہ:...''حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چند زندیق لائے گئے توا نہوں نے ان کو آگ میں جلادیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جب یہ قصہ معلوم ہوا تو فرمایا: میں ہوتا تو ان کو نہ جلا تا اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ایسا عذاب نہ دو جو اللہ تعالیٰ (جہنم میں) دیں گے میں ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ''جو شخص دین تبدیل کرے اس کو قتل کردو'' کے تحت قتل کردیتا۔''

امام مالکؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

” قال مالک و معنی قول النبی صلی الله علیہ و سلم فیما نری و الله اعلم من غیّر دینہ فاضربوا عنقہ و انہ من خرج من الاسلام الی غیرہ مثل الزنادقة و اشباہہم فان اولئک اذا ظہر علیہم قتلوا و لم یستتابوا لانہ لا یعرف توبتہم و انہم

کانوا یسرون الکفر و یعلنون الاسلام فلا اری یستتاب ہؤلاء و لا یقبل منہم قولہم و اما من خرج من الاسلام الی غیرہ و اظہر ذلک فانہ یستتاب فان تاب، و الا قتل ، ذلک لو ان قوما کانوا علی ذلک رایت ان یدعوا الی الاسلام و یستتابوا فان تابوا قبل ذلک منہم و ان لم یتوبوا قتلوا و لم یعن بذلک فیما نری و الله اعلم من خرج من الیہودیة الی النصرانیة و لا من النصرانیة الی الیہودیة و لا من یغیّر دینہ من اہل الادیان کلہا الا الاسلام فمن خرج من الاسلام الی غیرہ و اظہر ذلک فذلک الذی عنی بہ۔ “ [4]

[4] مالک،امام،موطاامام مالک،میر محمد کتب خانہ،کراچی س۔ن ص:٦٤٠

AL-RAHEEQ_IRJ
Vol. 1, No. 1 || July-December 2022 || P.115-125

یعنی امام مالکؒ سے ارتداد کی تعریف میں منقول ہے کہ کوئی شخص اسلام سے نکل کر کسی دوسرے مذہب میں داخل ہو جائے تو اس کی گردن کاٹ دی جائے جیسے کوئی زندیق ہو جائے ایسے لوگوں کے بارہ میں اصول یہ ہے کہ جب زندیق پر غلبہ و تسلط حاصل ہو جائے تو اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے کیونکہ ان لوگوں کی سچی توبہ کا اندازہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ لوگ کفر کو چھپاتے ہیں اور اسلام کا اظہار کرتے ہیں پس میرا (امام مالکؒ) خیال یہ ہے کہ ان کے کفر کی بنا پر ان کو قتل کر دیا جائے ہاں اگر کوئی اسلام سے نکل کر مرتد ہو جائے تو اس سے توبہ کرائی جائے توبہ کر لے تو فبہا ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ''من بدل دینہ فاقتلوہ'' کا معنی یہ ہے کہ جو شخص اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے مذہب کو اختیار کر لے وہ مرتد ہے لہٰذا وہ شخص مرتد نہیں کہلائے گا جو اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین پر تھا اور اس نے اپنا وہ مذہب چھوڑ کر کوئی دوسرا دین و مذہب اختیار کر لیا لہٰذا نہ تو اس سے توبہ کرائی جائے گی اور نہ ہی اس کو قتل کیا جائے گا مثلاً: اگر کوئی یہودی نصرانی بن جائے یا کوئی نصرانی مجوسی بن جائے خواہ وہ ذمی ہی کیوں نہ ہو نہ تو اس سے توبہ کرائی جائے گی اور نہ ہی اس کو قتل کیا جائے گا۔[5]

گویا مرتد کے قتل سے پہلے استحباباً اس کو توبہ کا ایک موقع ملنا چاہئے تھا چونکہ مرتد کو وہ موقع نہیں دیا گیا تو حضرت عمرؓ نے ترک مستحب کی اس بے احتیاطی کو بھی برداشت نہیں کیا اور اس سے برأت کا اظہار فرمایا۔

امام ترمذی مرتد کی سزا کے بارہ میں فقہائے امت کا مذہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

[5] محولہ بالا

AL-RAHEEQ_IRJ
Vol. 1, No. 1 || July-December 2022 || P.115-125

"و ا لعمل علی ہذ ا عند ا ہل ا لعلم فی ا لمرتد ، و ا ختلفو ا فی المر أ ة ا ذ ا ا ر تد ت عن ا لا سلا م ، فقا لت طا ئفة من ا ہل ا لعلم تقتل ، و ہو قو ل ا لا و ز ا عی و ا حمد و ا سحق ، و قا لت طا ئفة منہم تحبس و لا تقتل ، و ہو قو ل سفیا ن ا لثو ری و غیر ہ من ا ہل ا لکو فة ۔ "[6]

ترجمہ: ''مرتد مرد کے بارے میں اہل علم کا یہی موقف ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے، ہاں اگر کوئی خاتون مرتد ہو جائے تو امام اوزاعی، احمد اور اسحق کا موقف یہ ہے کہ اسے بھی قتل کیا جائے، لیکن ایک جماعت کا خیال ہے کہ اسے قتل نہ کیا جائے، بلکہ قید کر دیا جائے، اگر توبہ کر لے تو فبہا ورنہ زندگی بھر اسے جیل میں رکھا جائے۔ سفیان ثوریؒ اور اہل کوفہ کا بھی یہی مسلک ہے۔''

چنانچہ ائمہ اربعہ: امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ بالاتفاق اس کے قائل ہیں کہ اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے تو مستحب یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اس کے شبہات دور کئے جائیں اس کو توبہ کی تلقین کی جائے اور دوبارہ اسلام کی دعوت دی جائے اگر اسلام لے آئے تو فبہا ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔

اربعہ کی تصریحات:

فقہ حنفی:.... چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے:

"و ا ذ ا ا ر تد ا لمسلم عن ا لا سلا م و ا لعیا ذ با للہ ۔ عر ض علیہ ا لا سلا م فا ن کا نت لہ شبہة کشفت عنہ و یحبس ثلا ثة ا یا م فا ن ا سلم و ا لا قتل۔ "[7]

[6] عیسی، ابو، محمد، ترمذی، نور محمد کتب خانہ، کراچی ۱/۱۷۰

[7] لکھنوی، عبدالحیی، ہدایہ اولین، مکتبہ رحمانیہ، کراچی س۔ن، ۱/۵۸۰

ترجمہ:...''اور جب کوئی مسلمان نعوذ باللہ! اسلام سے پھر جائے تو اس پر اسلام پیش کیا جائے اس کو کوئی شبہ ہو تو دور کیا جائے اس کو تین دن تک قید رکھا جائے اگر اسلام کی طرف لوٹ آئے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔''

فقہ شافعی:...فقہ شافعی کی شہرۂ آفاق کتاب المجموع شرح المہذب میں ہے:

"اذا ارتد الرجل وجب قتله سواء كان حرا او عبدا وقد انعقد الاجماع على قتل المرتد۔"[8]

ترجمہ:...''اور جب آدمی مرتد ہو جائے تو اس کا قتل واجب ہے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام اور قتلِ مرتد پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔''

فقہ مالکی:...فقہ مالکی کے عظیم محقق ابن رشد مالکیؒ کی مشہور زمانہ کتاب ''بدایۃ المجتہد'' میں ہے:

"والمرتد اذا ظفر به قبل ان يحارب فاتفقوا على انه يقتل الرجل لقوله عليه الصلوة والسلام: "من بدل دينه فاقتلوه۔"[9]

ترجمہ:...''اور مرتد جب لڑائی سے قبل پکڑا جائے تو تمام علمائے امت اس پر متفق ہیں کہ مرتد کو قتل کیا جائے گا۔

چونکہ اسلام جبر و تشدد کا مذہب نہیں اور نہ ہی کسی کو جبراً و قہراً اسلام میں داخل کیا جاتا ہے بلکہ قرآن وحدیث میں وضاحت وصراحت کے ساتھ یہ بات مذکور ہے کہ جو شخص دل و جان سے اسلام قبول نہ کرے نہ صرف یہ کہ اس کا اسلام معتبر نہیں بلکہ ایسا شخص قرآنی اصطلاح میں منافق ہے اور منافق جہنم کے نچلے درجے کی بدترین سزا کا مستحق ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

"ان المنافقين فى الدرك الاسفل من النار۔"[10]

---

[8] النووی شرف، یحیی الدین، المجموع شرح المہذب، مکتبہ الارشاد، جدہ، ۲۲۸/۱۹

[9] فلاحی، ڈاکٹر، عبید اللہ، بدایۃ المجتہد، دار التذکیر، لاہور ۲۰۰۹، ص ۳۴۳/۲

ترجمہ:...''بے شک منافق ہیں سب سے نیچے درجہ میں دوزخ کے۔''

اسی لئے جبراًو قہراًاسلام میں داخل کرنے کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا گیا:

”لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔“[11]

ترجمہ:...''دین اسلام میں داخل کرنے کے لئے کسی جبر واکراہ سے کام نہیں لیا جاتا اس لئے کہ ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے۔''

لیکن اس کا یہ معنی بھی نہیں کہ جو شخص برضاورغبت اسلام میں داخل ہو جائے اور اسلام قبول کرلے اسے مرتد ہونے کی بھی اجازت دے دی جائے یہ بالکل ایسے ہے جیسے ابتداءً فوج میں بھرتی ہونے کے لئے کوئی جبر اور زبردستی نہیں کی جاتی لیکن اگر کوئی شخص اپنی رضاورغبت سے فوج میں بھرتی ہو جائے تو اب اسے اپنی مرضی سے فوج سے نکلنے یا فوجی نوکری چھوڑنے کا اختیار نہیں ہوتا۔اگر فوج کا یہ قانون جائز ہے تو اسلام کا یہ دستور کیونکر جائز نہیں؟

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

[10] (النساء:۱۴۵)

[11] (البقرہ:۲۶۵)